درسِ ترمذی شریف

افادات: حضرۃ مولانا سمیع الحق مدظلہ العالی
ضبط: مولانا عبدالقیوم حقانی

نظامِ اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذیؒ کی جامع السنن کے کتاب الاطعمۃ کے احادیث کی روشنی میں

اہلی اور وحشی گدھوں اور مروجہ متعہ کا شرعی حکم اور مفصل بحث

باب ماجاء فی لحوم الحمر الاھلیۃ عن علی نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن متعۃ النساء زمن خیبر وعن لحوم الحمر الاھلیۃ۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور اہلی گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

لحوم الحمر اھلیہ یعنی اہلی گدھوں کے گوشت کا حکم بیان کیا جارہا ہے کہ آیا ان کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟ چونکہ یہ ابواب الاطعمہ ہیں لہٰذا ان ابواب میں کھانے پینے اور ان کے متعلقات کے احکام بیان کیے جارہے ہیں۔ دیگر مسائل کا بیان بھی ضمناً آجاتا ہے مثلاً یہاں متعۃ النساء کا ذکر بھی آیا ہے اور یہ بھی حدیث باب کا ایک حصہ ہے مسئلہ متعۃ النساء کی بظاہر ابواب الاطعمہ سے مناسبت نہیں ہے کیونکہ متعہ ایک عمل ہے اکل و شرب نہیں مگر چونکہ حدیث میں اس کا ذکر بھی آگیا ہے لہٰذا اس کی توضیح بھی عرض کی جائے گی۔

حدیث میں دو چیزوں کا بیان ہے ایک لحوم الحمر اہلیہ (اہلی گدھوں کے گوشت کا حکم اور دوسرا متعۃ النساء عورتوں سے متعہ کرنے کا مسئلہ۔

گدھوں کے اقسام و احکام گدھوں کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ایک وہ جو انسانی آبادی میں رہتے ہیں یعنی انسان اُن کی نگہداشت کرتے، پالتے اور ان سے کام لیتے ہیں گھروں میں زمینوں اور کھیتوں میں انہیں رکھتے ہیں، ان کو اہلی گدھے کہتے ہیں۔ ان کے اہلی ہونے کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ وہ بھی ایک گونہ گویا اہل کا ایک حصہ ہیں جو امور بار برداری کا ایک لازمی جزء ہے اب ترقی یافتہ دور میں گاڑیاں اور ڈاٹسنیں آگئی ہیں مگر ماضی میں گھریلو امور، سواری، بار برداری کے اکثر کام گدھوں سے لیا جاتا تھا گھر کے افراد اور اہل و عیال ان سے کام لیتے تھے، اس لیے اہلی کہلائے چونکہ ان گدھوں کا تعلق انسانوں کے ساتھ ہے وہ انسان کے خادم

آئے ہیں کہ دنیا ایک منفعت کی جگہ ہے اس سے فائدہ اور اس کا ظاہری نفع خاص وقت تک حاصل کرو۔ اسی طرح مرد عورت سے کہتا ہے کہ اتمتع بِکِ کذا مدۃ کذا یعنی میں تم سے اتنی مدت تک اتنے مال کے عوض مجامعت کا فائدہ حاصل کرتا ہوں۔ اس میں وقت کی تقیید ہے گو وہ ایک لمحہ ساعت واحدہ کے لیے کیوں نہ ہو الی ساعۃٍ کہا یہ متعہ ہوا الی اسبوع کہا متعہ ہوا، الی عشرۃِ سنین کہا متعہ ہوا جو لوگ متعہ کے جواز کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اب متمتع بہا عورت مرد کی تحویل میں آگئی جب مدت پوری ہوئی تو خود بخود دونوں میں تفریق آجاتی ہے طلاق کی اس میں ضرورت نہیں ہے، فقہائے اس کی مختصر مگر تعریف یوں کی ہے وھو تزویج امرأۃ الی اجل فاذا انقضیٰ وقعت الفرقۃ۔ متعہ میں کسی گواہ، شاہد، قاضی، وکیل اور اعلان اور مناکحت بلکہ کسی تیسرے آدمی کے باخبر ہونے کی بھی ضرورت نہیں۔ متعہ کرنے والے مرد پر عورت کے نان نفقہ اور لباس رہائش وغیرہ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی بس مقررہ اجرت ہی ادا کرنی ہوتی ہے جب مقررہ مدت یا وقت ختم ہوجاتا ہے تو متعہ بھی ختم ہوجاتا ہے چنانچہ شیعہ عقیدے کے مطابق متعہ اور نکاح میں فرق یہ ہے کہ متعہ کا مقصد جنسی لذت کا حصول ہے جبکہ نکاح کا مقصد تولید نسل ہے۔ متعہ دیگر الفاظ اور معانی میں بھی مستعمل ہے گویا متعہ کے تین اقسام ہیں۔

متعہ کی تین اقسام

(۱) ایک متعۃ النکاح ہے یہ وہی ہے جس کا ابھی ذکر ہوا جس میں توقیت اور تحدید اور تقیید اسی وقت معین ہو جائے اس کو متعۃ النساء بھی کہتے ہیں۔

(۲) ایک متعہ الطلاق ہے قرآن میں طلاق کے احکام و تفصیلات آئی ہیں جب مرد نے عورت کو طلاق دیدی اور دونوں میں فراق آگیا تو فمتعوھن وسرحوھن سراحا جمیلا“ کا حکم ہے عورتوں کو ان کا اپنا مہر دے دو اور مزید زوائد و احسانات کرو تحفے تحائف اور نذرانے دے دو جھگڑنا اور دیا ہوا مہر چھین لینا اخلاق و مروت کے خلاف ہے۔

وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا ـــــ وَكَیْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰی بَعْضُكُمْ اِلٰی بَعْضٍ اس جانب اشارہ ہے کہ تمہارے درمیان رشتۂ ازدواج باہمی مروت و اخلاق کا رشتہ ہے تم ایک دوسرے کا لباس ہو اب جب تمہارا جوڑ نہ آسکا اور بامر مجبوری تفریق ہوگئی ہے تو ایک دوسرے کے دیئے ہوئے حقوق حتیٰ کہ مرد کے لیے عورت کو دیا ہوا مہر چاہے سونے چاندی کا ڈھیر کیوں نہ ہو، واپس چھین لینا درست نہیں ہے مروت کے بھی خلاف ہے۔

(۳) تیسرا متعہ الحج ہے متع ایک چیز سے نفع حاصل کرنا ہے جب حاجی حج کے لیے چل پڑتا ہے گو وہ ایک سفر میں دو ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے حج کے ساتھ عمرہ بھی کرنا چاہتا ہے ایک احرام میں عمرہ اور دوسرے میں حج دونوں حاصل کرلے، اس کو تمتع کہتے ہیں جو حج کی ایک قسم ہے قران اور افراد اس کے علاوہ ہیں۔

ہیں اس لیے ان کو حمرِ انسیہ بھی کہتے ہیں جیساکہ حدیث میں حمرانسی کا ذکر آرہا ہے کیونکہ انہیں انسانوں کے ساتھ تلبّس اور اُنس ہے وحشی نہیں ہیں یہ انسانوں کے مسخر اور تابع ہیں انسان کی مناسبت سے اِنسیہ ہمزہ کے زیر کے ساتھ ہے اور اُنس کی مناسبت سے اُنسیہ ہمزہ کے پیش کے ساتھ جن چیزوں کو انسان سے نفور ہے اور وہ انسانوں کے ساتھ نہیں رہتے، جنگلوں اور دشت و بیابان میں رہتے ہیں انہیں انسانوں سے وحشت ہے وحشی کہلاتے ہیں۔

حمرِ انسیہ میں بھی پھر دو قول ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ یہ انسان کو منسوب ہیں کہ انسیہ ہیں۔ (۲) دوسرا یہ کہ یہ لفظ اَنَسِیَّہ ہے تو یہ اَنَسٌ سے ماخوذ ہے اَنَسٌ، اُنس الفت اور محبت کو کہتے ہیں یہ ضد الوحشت ہے جو حیوانات انسان کا کنٹرول قبول نہیں کرتے ان میں موانست، الفت اور اُنسیت نہیں ہے وحشت ہے۔ وحشی کہلاتے ہیں مگر اہلی گدھے انسان کے ساتھ رہتے ان کا کنٹرول قبول کرتے اور خدمت انجام دیتے ہیں اس لیے اِنسیۃ اور اُنسیۃ کہلاتے ہیں۔

وحشی گدھے کا حکم

حُمرِ وحشی (وحشی گدھے) حرام نہیں ہیں یہ ایک صحرائی حیوان ہے گندے عادات، نجاسات کا کھانا وغیرہ ان میں نہیں ہے اس کا کھانا جائز ہے جس طرح ہرن وغیرہ شکار کرکے ان کا استعمال حلال ہے یہی حکم جنگلی گدھے کا بھی ہے اس میں اہلی گدھے کے عادات و اطوار اور دیگر معنوی وجوہِ حُرمت نہیں ہیں۔ گندی چیزوں کے کھانے سے اجتناب کے ساتھ دیگر معنوی خرابیوں سے اللہ پاک نے اسے بچایا ہوا ہے مثلاً اہلی گدھے میں حماقت ہے ایسے حیوانات جن میں حماقتیں اور معنوی رذالتیں ہیں، مثلاً بعض میں نجاستیں ہیں بعض میں بے حیائی ہے مثلاً خنزیر وغیرہ بعض میں بدترین اخلاقی کمزوریاں ہیں بعض میں تخلیقی طور پر اللہ نے معیوب کمزوریاں رکھی ہیں کہ ان کے کھانے سے انسان میں بھی وہ کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں تو اسلام نے ہمیں ان کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

آج بھی وہ لوگ جن کا عموماً شب و روز گدھوں سے تعلق ہے وہی ذریعہ معاش اور وہی ان کا بود و باش ہیں انہیں انسانی اخلاق و اقدار سیکھنے اور دین پڑھنے کے مواقع میسر نہیں۔ صالحین کی صحبتیں میسر نہیں، اعلیٰ اخلاقی تعلیم کا اہتمام نہیں تو ان میں بھی وہی گدھوں کے اخلاق اور عادات و اطوار پیدا ہو جاتے ہیں، وہی گدھوں والا اناڑی پن، وہی ہٹ دھرمی، وہی بے جا ضد اور وہی حماقتیں آپ ان میں مشاہدہ کرتے ہیں۔

اہلی گدھے کا شرعی حکم اور بیان مذاہب و ادلہ

یہاں حمرِ اہلیہ کا حکم بیان کیا جارہا ہے کہ ان کے گوشت کا کھانا جائز

نہیں ہے تمام ائمہ متبوعین اور جمہور کا بالاتفاق یہی مسلک ہے کہ لحوم حمر اہلیہ کا کھانا مکروہ تحریمی ہے۔

اگرچہ بعض روایات عدم جواز کی بھی بعض حضرات سے منقول ہیں مگر وہ شاذ اور ضعیف ہیں۔ مثلاً بعض مالکیہ حضرات کی جانب ان کے حلال ہونے کے اقوال منسوب ہیں وہ اپنے مسلک کا مستدل اور حلت کے لیے جن روایات سے استدلال کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا! میرے پاس تو گھر میں سوائے گدھوں کے کچھ بھی نہیں ہے گھر میں فقر ہے فاقہ ہے شدتِ جوع کی وجہ سے حالت سخت ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اطعم اھلك من سمین حمرك فانما حرمتها من اجل حوالی القریة یعنی الجلالہ (ابوداؤد) یعنی خود بھی کھایئے اور جو چر بہ گدھے ہیں وہ اہل و عیال کو بھی کھلایئے۔ اس استدلال سے جواب یہ ہے کہ۔

(ا) اس نوعیت کی روایات کو جمہور اور محدثین نے شاذ اور ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ روایاتِ صحیحہ کثیرہ اور حرمت کے قطعی ادلہ کے خلاف ہیں لہٰذا انہیں مرجوح و متروک قرار دیا جائے گا۔

(ب) اور ایک جواب یہ بھی ہے کہ حلتِ لحوم حمر اہلیہ کی روایات زمانہ قبل التحریم پر محمول ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وحی الٰہی اور احکام ربانی کے مطابق محرمات کا اعلان وقتاً فوقتاً فرمایا کرتے تھے آپ کی بعثت سے قبل لوگ حلال و حرام کی تمیز نہیں کیا کرتے تھے، حلت و حرمت کے امتیاز کے بغیر ہر چیز کھایا پیا کرتے تھے۔

چونکہ لحوم حمر اہلیہ کی تحریم کا حکم ابھی تک نہیں آیا تھا اس لیے آپ نے بھی ابتداء میں ان کے کھانے سے منع نہ فرمایا پھر جب تحریم کا حکم آگیا تو آپ نے ان کی حرمت کا اعلان کر دیا لہٰذا اب ائمہ اربعہ اور جمہور کا لحوم حمر اہلیہ کی حرمت پر اتفاق ہے۔

(ج) نیز شارحین حدیث نے ابوداؤد کی مذکورہ روایت اور اس نوعیت کی تمام روایات کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے صاحب تحفہ نے اس پر واسنادہ ضعیف کا حکم لگایا ہے۔

متعہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

باب کی اس روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر لحوم حمر اہلیہ کی حرمت کے ساتھ ساتھ متعۃ النساء کی حرمت کا بھی اعلان فرمایا۔

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن متعة النساء متعہ نفع حاصل کرنے اور تمتع ایک چیز سے انتفاع کو کہتے ہیں۔ تمتعوا الی حین قرآن میں جگہ جگہ تمتع، متاع، استمتاع وغیرہ کے الفاظ

حج تمتع کا بڑا ثواب ہے احناف کے نزدیک حج تمتع افضل ہے۔ اسی طرح متعۃ الطلاق بھی محمود اور باعث اجر و ثواب ہے۔

متعۃ النکاح کا شرعی حکم مگر متعۃ النکاح جمہور اہل سنت والجماعت اور آئمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے اس متعہ اور زنا میں کوئی فرق نہیں ہے زنا میں بھی یہی ہے کہ رقم کے بدلے ایک وقتِ معین تک غیر منکوحہ عورت سے استمتاع کا عہد ہے اور متعہ بھی یہی بیچ ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

اہل تشیع اس کی حلت اور جواز کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ وہ نماز وضو، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی طرح اسے بھی ایک عظیم الشان افضل عبادت سمجھتے ہیں۔ واقعہ بھی یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں متعہ جیسے شنیع افعال بھی شامل ہیں اور تقیہ جیسے بھی، جس میں نہ تو کوئی بات عقل کے موافق ہے اور نہ دلیل کے نہ اخلاق کے امام ابن تیمیہؒ اس وجہ سے اس کو بقلۃ الحمقاء کہتے ہیں یہ ایک خاص قسم کی گھاس ہے جو موزوں غیر موزوں کسی بھی جگہ بالخصوص نجس مقامات اور گندگی کے ڈھیر پر اگ آتی ہے اہل تشیع بھی بقلۃ الحمقاء کی طرح خودرو گھاس نجاست آلود فکری غلاظت اور ذہنی گندگی میں مبتلا ہیں۔

متعہ کے بارے میں شیعہ مذہب کی امہاتِ کتب میں جو فضائل اور اجر و ثواب کے وعدے مذکور ہیں ان کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

جیسا کہ تفسیر منہج الصادقین میں آیا ہے کہ جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا اس نے امام حسینؓ کا مقام حاصل کر لیا جس نے دو دفعہ متعہ کیا حضرت حسنؓ کا درجہ پایا جس نے تین مرتبہ متعہ کیا حضرت علیؓ کے ساتھ درجہ میں برابر ہوا اور جس نے چار مرتبہ متعہ کیا العیاذ باللہ اس نے پیغمبر آخر الزمان کا مرتبہ پایا۔ فان للہ وانا الیہ راجعون۔

متعہ کے جواز یا اس کے اجر و ثواب کی یہ باتیں زمانۂ جاہلیت کے شیعوں کی باتیں نہیں ہیں حیرت تو یہ ہے کہ اب جو لوگ انقلابی ہیں خود کو اہل علم، دانشور اور سکالر کہتے ہیں وہ بھی اس کی تبلیغ و اشاعت کرتے اور اسے اپنے لیے باعث اجر و ثواب گردانتے ہیں، حکومت ایران سرکاری مشن کے طور پر اس مہم پر کام کر رہی ہے

جن علاقوں میں متعہ کا رواج ختم ہو جائے تو شیعہ کہتے ہیں کہ مذہب کا ایک اہم حصہ اور ایک خاص سنت متروک ہو گئی ہے پھر اس کے احیاء کیلئے وہ جان کی بازی لگاتے ہیں۔ ایران میں شیعی مذہبی انقلاب آیا ہے وہ اسے اسلامی انقلاب کہتے ہیں وہ اپنے ریڈیو ٹی وی اور الیکٹرانک میڈیا میں اس کے جواز اور اجر و ثواب و فضیلت کے موضوع پر مستقل تقاریر نشر کر رہے ہیں۔ سرکاری ذرائع ابلاغ

اس کی بھرپور اشاعت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ متعہ کو زندہ رکھو اس کی احیاء کی تحریک چلاؤ اس میں شرم و حیا کی کوئی بات نہیں یہ دین کا حصہ اور ایک بنیادی چیز ہے اس کو بہرحال فروغ ملنا چاہیئے۔

ہندوستان میں لکھنؤ اہل تشیع کا مرکز ہوا کرتا تھا ان کے بڑے بڑے علماء اور مجتہدین کا تعلق لکھنؤ سے ہے تو انہوں نے بھی متعہ کے جواز اور بیان و اجر و ثواب کو خصوصیت اور اہتمام سے بیان کیا ہے۔

شیعہ مذہب تین مذموم اصول

ویسے تو شیعہ مذہب کی بنیاد ہی خرافات پر ہے مگر ان کے تین بنیادی اصول اور نظریے ایسے ہیں جو کسی بھی مذہب میں جائز نہیں ہندو مت، سکھوں، یہودیوں، مجوسیوں اور عیسائیوں کے مذہب میں بھی جائز نہیں۔ یورپ و امریکہ کے حیاء باختہ تہذیبوں میں بھی اس کی اجازت نہیں ہے۔ شیعہ مذہب کا دوسرا بنیادی اصول سبّ اور تبرا ہے صبح و شام زندگی کے ہر موڑ اور ہر مرحلہ میں سب صحابہؓ ان کی عبادت کارِ خیر اور باعث اجر و ثواب عمل ہے، خلاصہ اس کا گالی گلوچ بزرگوں اور گذرے ہوئے لوگوں پر لعن و طعن ہے۔

تیسرا اصول ان کا تقیہ ہے، یعنی جھوٹ بولنا وقت اور حالات کے ساتھ خود کو ڈھالتے چلو ضرورت پڑے تو عقیدہ بھی بدل دو جو مطلوب ہو وہ دل میں رکھو باقی ہوا کے رخ اور حالات کے موافق خود کو ڈھالتے اور بدلتے رہو یعنی جھوٹ، منافقت اور خوف و لالچ یہ کس قدر بزدلی اور مفاد پرستی کا مظاہرہ ہے کہ ہر وقت حقیقت کو چھپائے رکھیں۔

اس مذہب کا خلاصہ

اسلام آباد میں ایک مرتبہ ایک بڑی سنی کانفرنس تھی جس میں ملک بھر سے علماء اہل سنت اور اکابرین تشریف لائے تھے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رح بقید حیات تھے اور وہاں موجود تھے مسئلہ فقہ جعفریہ کے نفاذ کے لیے اہل تشیع کی مذموم کوششوں اور شور و غوغا کارد اور فقہ حنفی کی ترویج کے لیے اہل سنت کو بیدار کرنا تھا وہاں تقریر کے دوران مجھے خیال آیا تو میں نے اپنی تقریر میں موجودہ حالات میں سیاسی اور نئے انداز میں مجمع پر واضح کیا ۔ کہ اہل تشیع ملک میں کس قانون اور کس فقہ کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں وہ شیعہ نظام شیعہ قانون کا مطالبہ کرتے ہیں یعنی فقہ جعفریہ کا ۔ فقہ جعفریہ میں کیا ہے؟ تقیہ، سبّ و تبرا اور متعہ، تو فقہ جعفریہ کے نفاذ کے مطالبہ کا مطلب یہ ہوا کہ ملک میں زنا کی کھلی چھٹی دے دو جھوٹ کو قانونی تحفظ حاصل ہو اور سبّ و تبرا گالی گلوچ کی مذموم اخلاقی برائیوں کی ترویج ہو۔

یہ مطالبہ تو انگریز بھی نہیں کر سکتے، عیسائی بھی نہیں کرتے، یہودی بھی اس کی جرأت نہیں کرتے ہندو بھی ایسے مطالبوں پر شرماتے ہیں۔ ایسا نظام جس میں سبّ و تبرا کی اجازت ہو، جھوٹ کو قانونی

تحفظ حاصل ہو اور زنا باعث اجر و ثواب ہو۔ دنیا کا کوئی مذہب اور کوئی قوم بھی اس کا مطالبہ نہیں کرتی، جب کہ یورپ عملاً فحاشی میں ڈوبا ہوا ہے مگر اعتراف کرتے شرماتا ہے کجاکہ وہ اس فحاشی کو قانونی نظام بنانے کی بات کرے۔ اور اگر شیعہ نظام قانون اور ان کے بنیادی مذہبی عقائد میں یہ تینوں چیزیں نہیں ہیں تو پھر ببانگِ دہل اہل تشیع اعلان کر دیں کہ فقہ جعفریہ میں متعہ، تبرا و سب اور تقیہ حرام ہے۔

بہرحال ائمہ اربعہ اور جمہور اہل سنت متعہ کی حرمت پر متفق ہیں۔

تاہم حضرت ابن عباس رضؓ سے جواز کا قول بھی منقول ہے تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ انہیں ابتداء میں حرمتِ متعہ کا علم نہ تھا بعد میں جب دلائل واضح ہوتے گئے اور ان تک پہونچنے لگے تو انہوں نے بھی رجوع کر لیا۔ حضرت ابن عباس کے فتویٰ جواز کی حقیقت بھی ابھی عرض کیے دیتا ہوں۔

ایسی ہر شرط جس کا عقد مقتضی نہ ہو شرط فاسد کہلاتی ہے عقود میں شرائط فاسدہ نہیں قبول کی جاتیں۔ ایسے شروط لغو ہو جاتی ہیں مگر عقد فاسد نہیں ہوتا۔ شرط معتبر ہی نہیں، جب الغاءِ شرط کر لیا جاتے تو عقد اپنے حال پر باقی رہ جاتا ہے۔ امام ابو یوسف رحؒ، امام ابو حنیفہ رحؒ اور امام محمد رحؒ کا یہی مسلک ہے

متعہ کی قباحت کی ایک اور دلیل

ہے۔ صرف امام زفر رحؒ اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بیع اور مالی معاملات شرائط فاسد کے ساتھ باطل ہو جاتے ہیں، جمہور احناف کہتے ہیں جب شرط لغو ہو جائے تو تجدید عقد کی ضرورت نہیں ہے۔

مگر متعہ اتنا غلط اور اقبح عقد ہے اور اس میں الی مدۃ کذا ایسی مذموم شرطِ فاسد ہے کہ اس سے عقد بھی باطل ہو جاتا ہے اگر کسی نے متعہ کے طور پر نکاح کیا اور شرط کا الغاء کر لیا تو انہیں دوبارہ جدید نکاح کرنا پڑے گا۔ اس مسئلہ میں امام زفر رحؒ بھی جمہور احناف کے ساتھ متفق ہیں لہٰذا متعۃ النکاح سے ممانعت قطعی ہے۔

حرمت متعہ قرآن سے

قرآن کریم میں متعہ کی حرمت پر صریح نصوص موجود ہیں مثلاً

۱۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ (مومنون ۷)

قرآن مجید نے یہاں حلت کی تمام صورتوں کو محصور کر لیا ہے استمتاع اور مجامعت صرف اپنی منکوحات اور مملوکات سے جائز ہے ملک رقبہ اور ملک بضعہ (بصورت نکاح) کے علاوہ ہر صورت فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک هم العادون کے بموجب حرام ہے

قرآن حکیم کی اس آیت میں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ اہل اسلام کی فلاح اور بہتری اسی میں ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی پوری پوری حفاظت کریں۔ فطری تقاضوں اور بشری ضروریات کے پیش نظر اپنی بیوی اور شرعی باندی کے سوا جماع حلال نہیں جو شخص بھی ان دو طریقوں کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرے تو وہ حدود شریعت سے تجاوز کرنے والا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ متعہ کی عورت شیعہ مذہب میں بھی نہ تو شرعی باندی ہے اور نہ بیوی۔ اس لیے کہ متعہ میں نہ تو شہادت ہے اور نہ اعلان، نہ خاوند کے ذمہ نان نفقہ ہے نہ سکونت کی ذمہ داری ہے۔ ممتوعہ عورت کے ساتھ نہ تو طلاق ہے نہ لعان، نہ ظہار نہ ایلا، اور نہ اس کے لیے عدت ہے اور نہ میراث ہے۔

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ (نساء ۳)

پس تم نکاح کرو جو عورتیں تم کو خوش آویں، دو دو، تین تین، چار چار۔

حق تعالیٰ نے قرآن کی اس آیت میں شرعی نکاح کے لیے منکوحات کی حد مقرر کر دی ہے کہ چار سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کی اجازت نہیں جب کہ شیعی متعہ میں نہ تو حد متعین ہے اور نہ کوئی عددِ خاص بلکہ جتنا زیادہ ارتکاب متعہ کرے گا اتنا زیادہ اجر و ثواب پائے گا۔

بلکہ اس رسم قبیح کے جاری ہونے اس کے فروغ و ترویج سے چند سال بعد نکاح کی بھی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ کیونکہ جب لوگوں میں خالص دینی غرض، نسل و اولاد کی افزائش اور تکثیر امت کے جذبات ماند پڑ جائیں گے اور صرف نفسانی خواہش ہی اس کا ہدف ہو گی۔ تو یہ خواہش جب متعہ سے پوری ہوتی ہے تو پھر اس کے لیے نکاح کی کیا ضرورت باقی رہ جائے گی۔

حرمت متعہ کا بار بار اعلان سابق نہی کا اعادہ اور تاکید تھی

متعہ کے بارے میں احکام شریعت سے قبل بعض لوگ جاہلیت کی عادی اور رسم و رواج کے موافق متعہ کر لیا کرتے تھے۔ سب سے پہلے ہجرت کے ساتویں سال خیبر کی لڑائی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لحوم حمر اہلیہ اور متعہ کی حرمت کا اعلان فرمایا۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم میں اسانید صحیحہ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔ اور حدیث باب بھی حضرۃ علیؓ سے مروی ہے۔

پھر اس کے بعد آٹھویں سال جنگ اوطاس کا واقعہ پیش آیا۔ جس میں بعض نومسلم لوگوں نے خیبر میں متعہ کی ممانعت سے لاعلمی کی وجہ سے متعہ کر لیا تھا۔ تو ان پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخذہ نہ فرمایا لیکن اس کے بعد جب آپؐ مکہ معظمہ عمرہ کے لیے تشریف لائے تو خانہ کعبہ کے دونوں بازو ہاتھ سے پکڑ کر یہ ارشاد فرمایا۔

"متعہ قیامت تک کے لیے ہمیشہ کے واسطے حرام کر دیا گیا ہے۔"

پھر جب غزوۂ تبوک پیش آیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عورتوں کو مسلمانوں کے خیمہ کے قریب پھرتے دیکھا تو دریافت فرمایا یہ کون عورتیں ہیں۔ عرض کیا گیا کہ ان عورتوں سے کچھ لوگوں نے (لاعلمی اور ناواقفیت کی بناء پر) متعہ کیا (اس وقت یا کسی گذشتہ زمانہ میں (فتح الباری) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر سخت ناراض ہوئے اور غصہ کی وجہ سے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد متعہ سے منع فرمایا۔ صحابہ کرامؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم نے کبھی متعہ نہیں کیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ ارادہ کر لیا کہ کبھی متعہ نہیں کریں گے۔ (کذا فی کتاب الاعتبار للامام الحازمی ص ۱۸۰)

اس کے بعد پھر حضورؐ نے حجۃ الوداع میں حرمتِ متعہ کا اعلانِ عام فرمایا تاکہ خواص و عوام سب کو اس کی قطعی حرمت کا علم ہو جائے۔

البتہ بعض حضرات کو تحریم متعہ کے اس بار بار اعلان سے یہ گمان ہو گیا کہ متعہ دو یا تین بار حلال کیا گیا اور دو یا تین مرتبہ حرام کیا گیا ہے احلت مرارا ثم حرمت اخیرا حالانکہ روایات پر غور کیا جائے اور حقیقت حال سے آگاہی کے بعد یہ امر بالکل عیاں ہے کہ حرمت متعہ کا دوبارہ یا سہ بارہ اعلان تجدید تحریم نہ تھی بلکہ نہی سابق کا اعادہ اور تاکید تھی۔

حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں بھی جب بعض ایسے لوگوں نے جنہیں تحریم متعہ کی خبر نہ پہنچی تھی اس کا ارتکاب کیا تو حضرت امیر المؤمنینؓ سخت ناراض ہوئے اور حرمتِ متعہ کا اعلان فرمایا اور یہ بھی اعلان فرمایا کہ اس کے بعد اگر کوئی متعہ کرے گا تو میں اس پر زنا کی حد جاری کروں گا۔ اس وقت سے متعہ بالکل موقوف ہو گیا اور تمام صحابہ کرامؓ کا اس پر اجماع ہو گیا۔

ابن عباسؓ کے فتویٰ جواز کی حقیقت

جواز متعہ پر حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ جواز ہرگز مستدل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس لیے کہ وہ لاعلمی کی وجہ سے جواز کے قائل تھے جب حقیقت حال منکشف ہوئی تو انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا۔

(احکام القرآن للجصاص ج ۲ ص ۱۴۷)

حضرت ابن عباسؓ کی پیدائش ہجرت سے ایک یا دو سال پہلے ہوئی۔ آٹھ یا نو برس کی عمر تک اپنے والدین کے ساتھ مکہ معظمہ میں رہے۔ ۸ ہجری میں اپنے والد حضرت عباسؓ کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوئے جب کہ غزوۂ خیبر جس میں حرمت متعہ کا اعلان ہو چکا تھا حضرت ابن عباسؓ کی آمد سے پہلے ہو چکا تھا چونکہ آپ کو اس کا صحیح علم نہ تھا اور غالباً اولین حرمت کی اشاعت بھی تا ہنوز نہیں ہوئی تھی اس لیے ابتداء میں

حالتِ اضطرار میں متعہ کے جواز کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔

بعد میں جب حضرت علیؓ اور صحابہ کرامؓ نے متعہ کے متعلق قیامت تک کی حرمت اور ممانعت کی روائتیں حضرت ابن عباسؓ کو سنائیں تو ابن عباسؓ نے ان سے رجوع فرمالیا۔ حضرت علیؓ سے حرمت متعہ کی بے شمار روائتیں آئی ہیں مگر شیعہ حضرات متعہ کے اس درجہ شیدائی ہیں کہ حضرت علیؓ کی بھی نہیں سنتے۔ حضرت ابن عباسؓ کے جواز کا فتویٰ بھی صرف نکاحِ موقت کا تھا۔ جیسا کہ تفصیلاً عرض کردیا گیا ہے۔

متعہ سے متعلق مزید توضیح

۱۔ متعہ سے مراد نکاح موقت ہو یعنی ایک مدت معینہ کے لیے گواہوں کے سامنے کسی عورت سے ازدواجی تعلق قائم کیا جائے اور مدتِ معینہ کے گزرنے کے بعد بلا طلاق کے مفارقت واقع ہوجائے لیکن مفارقت کے بعد استبراءِ رحم کے لیے ایک مرتبہ ایامِ ماہواری کا انتظار کرے تاکہ دوسرے کے نطفہ کے ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے ۔ فقط یہ صورت (متعہ بمعنی نکاحِ موقت کے) ابتداء اسلام میں جائز تھی جو بعد میں ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔

۲۔ متعہ کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی عورت سے یہ کہے کہ میں تجھ سے ایک روز کے لیے انتفاع کروں گا اور اس کی تجھ کو اجرت دوں گا۔ تو یہ صریح اور عینِ زنا ہے۔ متعہ کی یہ صورت (جو اب اہل تشیع میں مروج ہے) کبھی بھی اسلام میں جائز اور مباح نہیں ہوئی جس کو اب منسوخ قرار دیا جاسکے بلکہ متعہ مروجہ کی یہ صورت دنیا کے کسی بھی دین میں حلال نہیں ہوئی کیونکہ یہ صریح زنا ہے اور زنا کا کوئی مذہب قائل نہیں البتہ متعہ نکاحِ موقت کی صورت میں جس میں مدتِ معینہ کے لیے گواہوں کے سامنے ولی کی اجازت سے تعلق قائم کیا گیا ہو اور معینہ مدت کے گزر جانے کے بعد ایک حیض عدت گزاری جائے اسے زنا اور شرعی نکاح کے درمیان ایک برزخی مقام قرار دیا جاسکتا ہے جو نہ زناءِ محض ہے نہ نکاحِ مطلق، نکاحِ موقت کی یہ صورت نکاحِ حقیقی کے ساتھ صرف ظاہری مشابہت ہے جس میں گواہ کی اور ولی سے اجازت کی بھی ضرورت ہے۔ ایک مرد سے علیحدہ ہونے کے بعد اگر دوسرے مرد سے متعہ کرنا چاہے تو جب تک ایک مرتبہ حیض نہ آجائے اس وقت تک دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی۔ اس لیے کہ اس صورت کو محض زنا بھی نہیں کہا جاسکتا۔ کہ ایسے نکاحِ موقت میں اور نکاحِ صحیح و مؤبد میں صرف موقت و مؤبد اور میراث کا فرق ہے۔ باقی شرائط میں دونوں متفق ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے متعہ کے متعلق سوال کیا گیا کہ متعہ زنا ہے یا نکاح۔ ارشاد فرمایا! متعہ نہ زنا ہے نہ نکاح ہے۔ پھر سوال کیا گیا آخر وہ ہے کیا۔ فرمایا کہ۔ وہ متعہ ہے۔ میں نے سوال کیا۔ متعہ والی عورت پر عدت ہے۔ فرمایا کہ ہاں۔ متعہ کی عدت گزرنا

کے بعد اس پر ایک حیض کا انتظار واجب ہے میں نے سوال کیا وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ فرمایا نہیں۔ (تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۱۳۲)

ابتدائے اسلام میں یہ صورت مروج تھی اور لوگ اس کو اس حالت میں جائز سمجھتے تھے جیسا کہ مجبوری کی حالت میں مردار اور خنزیر حلال ہو جاتا ہے مگر بعد میں اسلام نے اس کو بھی قطعی طور پر حرام قرار دے دیا نکاح موقت کے ابتدائے اسلام میں جواز کا مطلب یہ ہے کہ آغازِ شریعت میں اس خاص صورت کی ممانعت اور حرمت کا ابھی تک کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا جیسا کہ شراب اور سود کے ابتدار اسلام میں مباح اور حلال ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ابتدائے اسلام میں ان کی ممانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ جہاں تک شیعوں والا مروج متعہ یا ایرانی حکومت کا نافذ کردہ قانونی متعہ ہے کہ مرد کسی بھی اپنے پسند کی عورت سے گھنٹہ دو یا دن، دو دن کے لیے معاوضہ طے کر کے استفادہ کرے تو یہ خالص زنا اور صریح بدکاری ہے یہ صورت کبھی بھی اسلام میں جائز اور مباح نہیں ہوئی۔ چہ جائیکہ منسوخ ہو جیسے زنا نہ کبھی مباح ہوا اور نہ منسوخ ہوا۔ بلکہ ہمارا یہ دعویٰ ہے اور تاریخ کے اوراق میں اس کا کوئی جواب نہیں کہ ابتدائے عالم سے تا ہنوز سوائے شیعہ مذہب اور ایرانی حکومت کے کسی بھی دین اور مذہب میں مروجہ شیعہ متعہ جائز نہیں ہوا۔ معاذ اللہ اگر شیعہ مذہب والا متعہ جائز قرار دے دیا جائے تو پھر نسب میں خلل واقع ہوگا۔ اولاد ضائع ہوگی وارث اور مورث کی تمیز نہ ہوگی اور نہ یہ معلوم ہو سکے گا کہ کون بیٹا ہے اور کون بھائی، نیز شریعت میں میراث، طلاق اور عدت کے جو مفصل احکام آئے ہیں وہ سب معطل ہو جائیں گے۔ شریعت نے جو نکاح میں چار عورتوں کی حد مقرر کی ہے وہ بھی معطل ہو جائے گی۔ کیونکہ متعہ میں نہ چار کی قید ہے نہ طلاق ہے نہ گواہ ہیں۔ نہ عدت ہے اور نہ میراث ہے۔ صرف ایک متعہ کے قائل ہونے سے قرآن وحدیث کے احکام کا ایک مفصل باب معطل ہو جاتا ہے بلکہ نکاح کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ مرد اپنی حاجت متعہ سے پوری کریں گے اور عورتیں اپنے نان نفقہ اور دکھ درد کے مستقل کفیل اور ذمہ داری سے محروم ہو جائیں گی۔ چلتے پھرتے اوباشوں پر ان کی نظر ہوگی۔ اور جب دورِ شباب گذر جائے گا تو کون ان کا کفیل ہوگا۔

حرمتِ متعہ کی ایک وجدانی دلیل بھی ملحوظ رہے کہ۔

حرمتِ متعہ پر وجدانی دلیل

ہر شریف الطبع اور باعزت انسان اپنے اور اپنی بہن بیٹی کے نکاح کے اعلان کو فخر سمجھتا ہے اور غایتِ مسرت و انبساط کے ساتھ ولیمۂ نکاح پر اقارب واحباب کو مدعو کرتا ہے۔ جب کہ متعہ کو چھپاتا ہے اور اپنی بیٹی، ماں اور بہن کی طرف متعہ کی نسبت کرنے یا اس کے ممتوعہ ہونے پر عار محسوس کرتا ہے آج تک کسی بھی غیرت مند بلکہ کسی بے غیرت کے متعلق بھی یہ نہیں سنا گیا کہ

اس نے کسی مجلس میں بطور فخر یا بطور ذکر یہ کہا ہو کہ میری بیٹی، میری بہن یا میری بیوی نے اتنے متعے کیے ہیں نیز دنیا کے تمام عقلمند اور دانشور نکاح پر مرد اور عورت کو اور ان کے والدین کو مبارک باد دیتے ہیں مگر متعہ کے متعلق کبھی بھی مبارک باد دیتے نہیں سنا۔

آج کل ایرانی حکومت کی متعہ فروغ مہم نے تمام دنیا بالخصوص اہل مغرب کے علمی حلقوں اور تہذیبی واخلاقی اداروں کو چونکا کر رکھ دیا ہے۔ مغرب میں صنفی معاملات میں جو بے محابہ آزادی کا تصور پایا جاتا ہے لاریب! اس کے ساتھ اخلاقی فضیلت کا کوئی تخیل بھی وابستہ نہیں مگر اس کے باوجود ذہنی اور عقلی اعتبار سے شادی کے علاوہ تمام صنفی روابط (جو عملاً وہاں مروج ہیں) آج بھی وہاں اخلاقی اعتبار سے معیوب سمجھے جاتے ہیں حتیٰ کہ اگر انہیں اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں میں ایسی کسی بھی سرگرمی میں ملوث ہونے کا پتہ چلتا ہے تو عوامی سطح پر ان کا کڑا احتساب کیا جاتا ہے بلکہ ایسوں کے لیے سیاست سے راہِ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

حالت اضطرار میں جوازِ متعہ کی توجیہہ سے جواب

بعض لوگ حرمت متعہ کے اعلان کے بعض نو مسلم مرتکبین متعہ کے عمل سے استشہاد کرتے ہیں کہ یہ صورت اضطرار کی تھی اور حالتِ اضطرار میں متعہ جائز ہے۔ لہٰذا اب ہم اس مسئلہ پر غور کرتے ہیں کہ کیا واقعتہً بھی یہ کوئی اضطرار ہے۔ اگر قدرے بھی عقلِ سلیم ہو تو یہ اظہر من الشمس ہے کہ یہ کوئی اضطرار کی حالت نہیں، اضطرار تو موت وحیات کی کش مکش کو کہتے ہیں زندگی اور موت کی کش مکش میں ایسی چیز کا استعمال جس پر انسان کی بقا موقوف ہو جائز ہو جاتا ہے وہ چیز خنزیر کا گوشت کیوں نہ ہو۔

اسی طرح تداوی بالحرام کا مسئلہ ہے یہ بھی تب جائز ہے جب اضطرار کی حالت ہو ماجعل اللّٰہ فی الحرام شفاءً اللہ پاک نے حرام اشیاء میں شفاء رکھی ہی نہیں۔ ماخلق اللّٰہ داءً الا خلق لہ دواء۔ اللہ پاک نے بیماری پیدا کی ہے تو اس کے لیے دوائی بھی پیدا کی ہے۔

بہرحال بات یہ ہے، متعہ وزنا میں اضطرار کا تحقق ہوتا ہی نہیں۔ زنا نہ کرے تو موت واقع نہیں ہوتی، متعہ کیے بغیر ایک عالم زندہ ہے اور اگر شہوت کا غلبہ بڑھ جائے تو اس کا بھی اسلام نے طریقہ بتایا ہے۔ من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فان لم یستطع فعلیہ بالصوم فان الصوم لہ وجاء جب شادی کرنے کی طاقت ہو اخراجات ومصارف میسر ہوں تو اسے شادی کر لینی چاہیئے اور اگر شادی کی طاقت نہیں رکھتا تو غلبہ شہوت کا مقابلہ روزے سے کرے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرے کہ روزہ اس کے لیے ڈھال ہے۔ روزہ انسانی فطرت کی حیوانیت اور بہیمیت کو دباتا ہے

شہوانی قوت اس سے ٹوٹ جاتی ہے۔

اوطاس وغیرہ تو میدانِ جنگ تھے شدت کی لڑائی تھی جنگ میں تو لوگ جان کی بازی لگاتے ہیں اپنے سروں کا تحفظ کرتے ہیں ہر وقت دشمن سے لڑائی کا اندیشہ رہتا ہے۔ ایسے میں کسی کو شہوت کا خیال کب آتا ہے۔

بہرحال یہ اضطرار نہ تو اوطاس میں تھا اور نہ یہ اضطرار خیبر میں تھا اور نہ شرعاً ایسا اضطرار معتبر ہے۔ اگر ایسا اضطرار تسلیم کر لیا جائے تو کسی بھی زانی پر مقدمہ درج کر کے حدِ زنا کا نفاذ ممکن نہ ہے کیونکہ وہ حالتِ اضطرار سے اس کی توجیہ کر کے اپنے لیے وجہ جواز کی راہ نکال لے گا۔

نوٹ:۔ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے درسِ ترمذی کے یہ افادات کیسٹ سے نقل کر کے افادۂ عام کے لیے نذرِ قارئین کیے جا رہے ہیں اور آئندہ میں یہ سلسلہ جاری رہے گا، انشاء اللہ۔ (ادارہ)۔

اعمالِ رُوحانی

اَوراد و وظائف

افادات

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

انتخاب و تالیف

مولانا حافظ شوکت علی حقانی مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مُؤتمرُ المُصنّفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ۔

خود انحصاری کی طرف ایک اور قدم

ngi

نیلم گلاس

رنگین شیشہ (Tinted Glass)

باہر سے منگانے کی ضرورت نہیں۔

چینی ماہرین کی نگرانی میں اب ہم نے رنگین عمارتی شیشہ (Tinted Glass)

بنانا شروع کر دیا ہے۔

دیدہ زیب اور دھوپ سے بچانے والا فیلم (Tinted Glass) کا

نیلم گلاس انڈسٹریز لمیٹڈ

ورکس، شاہراہِ پاکستان حسن ابدال۔ فون: 563998 - 509 (05772)

فیکٹری آفس، ۲۸۴-بی راجہ اکرم روڈ، راولپنڈی فون: 568998 - 564998

رجسٹرڈ آفس، ۷۱-جی گلبرگ II، لاہور فون: 871417-878640